

رسائل و مسائل

عورتوں کے لیے طلائی زیورات

سوال: ریشم اور سونے کے زیورات کے بارے میں مردوں کے لیے حرام ہونا تو سنا تھا۔ لیکن ماہانہ حکایت فروری ۱۹۸۸ء میں پروفیسر رفیع اللہ شہاب صاحب کے مضمون سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردوں کی طرح عورتوں کے لیے بھی بالکل حرام ہے۔ اس کے بارے میں اپنی تحقیق اور تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔ کیونکہ اس میں ایک صریح حرام حلال کا معاملہ ہے۔ رفیع اللہ صاحب کا مطبوعہ مضمون ارسال کر رہا ہوں۔

جواب: میں نے آپ کے ارسال کردہ مضمون کا تراشہ پڑھا۔ رفیع اللہ شہاب صاحب نے اپنے مضمون کا آغاز اس دعوے سے کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مردوں کے لیے سونے کا استعمال ناجائز قرار دیا، پھر عورتوں کے لیے بھی سونے کے زیورات پہننا حرام قرار دے دیا۔ اور اس بارے میں بقول ان کے ”کوئی درجن بھر احادیث ملتی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے سنن ابی داؤد کی ایک حدیث کا ترجمہ نقل کیا ہے جسے ابو داؤد اور دوسرے محدثین نے ان کے کہنے کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث کا ترجمہ ان کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔“

”حضرت حذیفہؓ کی ایک بہن سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت، تم چاندی کے زیورات کیوں نہیں پہنتیں؟ کیونکہ تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہنے گی اور اس کی نمائش کرے گی تو قیامت کے دن اُسے اسی زیور سے عذاب دیا جائے گا۔“

یہ روایت سند کے لحاظ سے درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والی خاتون کا نام اس روایت میں مذکور نہیں۔ حضرت حذیفہؓ کی ایک بہن سے کون سی بہن مراد ہے جب کہ ان کی کئی بہنیں تھیں، جن میں ایک کا نام فاطمہ اور دوسری کا نام خولہ تھا۔ جب تک نام کی صراحت نہ ہو تو انہیں مجہول شمار کیا جائے گا۔ پھر شہاب صاحب نے اس روایت کی پوری سند نقل نہیں کی جو اس طرح ہے:

عن ربعی بن خراش عن امرأته عن اخت لحذيفة

(ربعی بن خراش اپنی بیوی سے اور وہ حضرت حذیفہؓ کی بہن سے روایت کرتی ہیں)

گویا کہ حضرت حذیفہؓ کی نامعلوم الاسم بہن ایک دوسری خاتون سے بیان کرتی ہیں جو ربعی بن خراش کی بیوی تھیں، اور وہ بھی نامعلوم الاسم ہیں حلت و حرمت کے احکام کی بحث میں شہاب صاحب سب سے پہلے وہ روایت لائے ہیں جس کی سند وہ خاتون ہیں جن کا نام نامعلوم ہے، شہاب صاحب کے بقول اسے محدثین نے صحیح قرار دیا ہے، لیکن شہاب صاحب ان محدثین کا نام نہیں بتا سکتے۔ ایک جلیل القدر محدث حافظ منذری ہیں جنہوں نے سنن ابن داؤد کا اختصار کیا ہے، وہ اسی روایت کی شرح میں فرماتے ہیں: امرأة ربعی منجھولة (ربعی کی بیوی مجہولہ ہیں، ان کا نام معلوم نہیں) پھر لکھتے ہیں: ان صحیح فہو منسوخ (اگر عورتوں کے لیے سنہری زیور والی یہ روایت صحیح بھی ہو تو وہ منسوخ ہے)۔

دوسری حدیث جو شہاب صاحب نے لقل کی ہے وہ یہ ہے: حضرت اسماء بنت یزید نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس عورت نے بھی اپنے گلے میں سونے کا گلو بند پہنا تو قیامت کے دن اسے ویسا ہی آگ کا گلو بند پہنایا جائے گا اور جو عورت بھی اپنے کانوں میں سونے کی بالیاں پہنے گی، آگ اس کے کانوں میں ڈال دی جائے گی۔ اس حدیث کے الفاظ میں بلاشبہ عورتوں کے لیے سونے کے زیورات کے لیے سخت وعید ہے، لیکن ان صحابیہ کی روایت کردہ ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حدیث میں کچھ تفصیل و تخصیص مذکور نہیں جو دوسری حدیث میں موجود ہے۔ مسند احمد

جلد ۶ ص ۶۱ کی آخری حدیث جو انہی حضرت اسماء بنت یزید سے مروی ہے وہ یہ ہے:

عن اسماء بنت یزید قالت دخلت انا وخالتي على النبي
صلى الله عليه وسلم وعليها سورة من ذهب فقال لنا تعطيان
زكاته قالت فقلنا لا - قال اما تخافان ان ليسوزكما الله
اسورة من نار - اذ يا زكاته

اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس حاضر ہوئیں اور میری خالہ نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ آنحضرت
نے ہم سے فرمایا: کیا ان کی زکوٰۃ دیتی ہو، ہم نے نفی میں جواب دیا۔ تو آپ نے
فرمایا، کیا تم اس سے نہیں ڈرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہناتے اس
زیور کی زکوٰۃ ادا کرو۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کے سنہری زیورات کی وعید اس صورت سے
متعلق ہے جب کہ ان کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے، ورنہ اگر خواتین کے لیے سونا پہننا سہ سے
جائز نہ ہوتا، تو اس زیور کی زکوٰۃ کے ادا کرنے کا سوال کیسے پیدا ہوگا؟ محدثین و فقہاء کا
متفقہ مسلک یہی ہے کہ عورتوں کے لیے ایسا زیور جائز ہے اور اگر بقدر نصاب ہو تو اس
پر زکوٰۃ ہے۔ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ پہننے کے زیور کی زکوٰۃ یہ ہے کہ حسب ضرورت
اُسے عاریتاً دیا جاتا رہے۔ ممانعت کا قول منسوخ یا مرجوح ہے۔

اس کے بعد شہاب صاحب سنن ابی داؤد سے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت ان الفاظ
میں نقل کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی
محبوبہ کو آگ کی انگوٹھی پہنائے تو پھر بے شک وہ اسے سونے کی انگوٹھی پہنا سکتا
ہے اور تم میں سے جو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی محبوبہ کے گلے میں آگ کا طوق پہنائے تو
وہ اسے سونے کا گلہ بند پہنا سکتا ہے اور تم میں سے جو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی محبوبہ کو
آگ کے کنگن پہنائے تو پھر وہ اسے سونے کے کنگن پہنا سکتا ہے۔“

معلوم نہیں کہ یہ ترجمہ رفیع اللہ صاحب نے خود کیا ہے یا کہیں سے کرایا ہے، بہر حال یہ ترجمہ کرنے والے کی جہالت اور عربی سے نا بلد ہونے کا بقیں ثبوت ہے۔ اس ترجمہ میں تین مرتبہ ”اپنی محبوبہ“ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، حالانکہ تین حدیث میں تینوں جگہ حَبِیبَہ کا لفظ وارد ہے جو مرکب اضافی ہے جس میں حبیب مذکر کا صیغہ ہے اور اس کے معنی محبوبہ نہیں، بلکہ محبوب کے ہیں۔ اور حبیب کے ساتھ تائید تانیث نہیں، بلکہ واحد غائب کی مذکر ضمیر ہے جس کا مرجع حبیب ہے جو مذکر ہے۔ اگر عربی میں اپنی محبوبہ کا ذکر ہوتا تو حَبِیبَتَہ کا لفظ ہوتا۔ پھر تین میں تینوں مرتبہ فَلْيُحَلِّقْ فَلْيُطَوِّقْ فَلْيَسَوِّرْ کے الفاظ آئے ہیں، ان سب میں لا ضمیر واحد غائب مذکر کا ہے، اگر مؤنث ہوتی تو تینوں کے آخر میں ہاء تانیث ہوتی۔ بہر کیف اس حدیث سے صنفِ ذکر کے لیے سونے کے زیور کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، عورتوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ شہاب صاحب نے سنن ابی داؤد سے وہ روایات تو نقل کر دیں جن سے ان کے نزدیک عورتوں کو سونا پہننے کی حرمت ثابت ہوتی ہے، لیکن اس باب کی سب سے پہلی حدیث جس سے عورتوں کے لیے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، اُسے چھوڑ دیا ہے۔ اس باب ماجاء فی الذہب للنساء کی اولین حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے:

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجاشی کی جانب سے زیور تحفہ کے طور پر آئے، جن میں سونے کی انگوٹھی (خاتم من الذہب) تھی اور حبشی نگینہ تھا۔ اُسے آنحضرتؐ نے لکڑی یا انگلی سے اٹھایا، پھر آپؐ نے اُمamah کو بلایا جو آنحضرتؐ کی نو اسی اور حضرت زینبؓ کی صاحبزادی تھیں اور فرمایا: میری بیٹی اسے پہن لو۔“

بعض معاملات میں امر و نہی، جواز و عدم جواز سے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں، جن میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے۔ ان سے استنباطِ حکم یہ طریقہ صحیح نہیں کہ ایک طرف پر انحصار کیا جائے۔ اور دوسری جانب سے آنکھیں بند کر لی جائیں، اسی طرح یہ طرزِ فکر بھی معقول نہیں کہ اختلافِ حدیث کو انکارِ حدیث کا بہانہ بنایا جائے۔ اہل علم نے ہمیشہ

جملہ احادیث پر بیک وقت نظر رکھ کر غور و بحث کے بعد رائے قائم فرمائی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن القیم نے ابو داؤد کے اس باب کی احادیث پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”ان احادیث کے ضمن میں اختلاف و اشکال رہنا ہوا ہے۔ ایک گروہ علماء کا مسلک یہ ہے کہ مخالفت پر دلالت کرنے والی روایات ضعیف ہیں (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا)۔ دوسرے گروہ کا قول یہ ہے کہ عورتوں کے لیے سہری زیورات کی حرمت اوائل اسلام میں تھی، پھر منسوخ ہو گئی۔ چنانچہ سنن ترمذی میں صحیح حدیث موجود ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِلنِّسَاءِ مِنْ أُمَّتِي وَحَتَّى عَلَى ذَكَوْدِهَا (میری امت کی عورتیں کے لیے سونا اور ریشم حلال کیا گیا ہے اور مردوں پر یہ حرام ہے)۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے بھی ابن ماجہ میں یہی حدیث مروی ہے، تیسرے گروہ کا مسلک یہ ہے کہ عورتوں کے لیے سونے کے زیور پر وعید اس صورت میں ہے جب کہ ان پر واجب زکوٰۃ ادا نہ ہو، جس عورت نے زکوٰۃ دے دی اُس کے لیے یہ وعید نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن شعیب کے والد اور دادا سے حدیث مروی ہے کہ میں سے ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کی بیٹی ساتھ تھی جس نے سونے کے وزنی کنگن پہن رکھے تھے۔ آنحضورؐ نے پوچھا: ان پر زکوٰۃ دیتی ہو؟ اُس نے نفی میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟ اُس عورت نے یہ کنگن اتار کر پیش کر دیئے۔ اور عرض کیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے بھی ابو داؤد میں حدیث مروی ہے کہ انہوں نے سوتے کا زیور پہن رکھا تھا۔ اور انہوں نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ کیا یہ کنز ہے (جو ممنوع ہے)۔ آنحضورؐ نے فرمایا: اگر اس کا وزن اتنا ہو کہ زکوٰۃ واجب ہو اور زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو یہ کنز کی تعریف میں

”نہیں آتا۔“

رفیع اللہ شہاب صاحب نے سنن ابی داؤد و طبع مصر کا صرف ایک باب دیکھا ہے، اُس میں سے اپنے مطلب کی روایات کو نقل کر دیا ہے اور ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ اگر وہ سنن ابی داؤد کی کتاب الزکوٰۃ کو بھی دیکھ لیتے۔ جو اس باب سے پہلے کتاب الصلوٰۃ کے بعد موجود ہے تو انہیں زکوٰۃ الحلی میں حضرت عمرؓ بن شعیب والی حدیث مل سکتی تھی جسے اُوپر نقل کیا جا چکا ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے زین زیورات جائز ہیں بشرطیکہ بقدر نصاب ہونے پر ان کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ سنن ترمذی، کتاب اللباس میں بھی حضرت ابو موسیٰ اشعرمی کی حدیث وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”حرّم لباس الحریر والذهب علی ذکور امتی و ائحلی لا ناثہم
میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہنتا حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔“

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے اور ساتھ ہی تصریح کی ہے کہ اس مفہوم کی احادیث حضرت عمرؓ، علیؓ، عقبہؓ بن عامر، انسؓ، حذیفہؓ، اُمّ مکتومؓ، عبد اللہؓ بن عمرو، عمران بن حصین، عبد اللہؓ بن زبیر، جابر بن ابوریحان، عبد اللہؓ بن عمرؓ اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہیں۔

بہر کیف شہاب صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط اور باطل ہے کہ شریعت اسلامی میں عورتوں کے لیے سونے کے زیورات استعمال کرنے حرام ہیں۔ اس پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ مردوں کے لیے سونے کا زیور اور ریشم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے اور عورتوں کے لیے سونا اور ریشم حلال فرمایا ہے۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال انا الذہب والفضہ میں وارد احادیث کی شرح کرتے ہوئے امام نووی فرماتے ہیں:

”اما النساء فبیاح لهنّ الحریر و فواقیہ الذہب و سائر الخلی متہ و من الفضہ۔“

دجہان تک عورتوں کا تعلق ہے، ان کے لیے ریشم کا لباس اور سونے کی

انگوٹھی اور ہر قسم کے سونے چاندی کے زیورات مباح ہیں۔)

اختلاف جو کچھ ہے، فقط اس میں ہے کہ سونے کے زیور پر زکوٰۃ کس صورت میں ہوگی۔ عہد نبوت کے بعد خلافت راشدہ کے ادوار میں بھی سونے کے زیورات پر زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی۔ چنانچہ محلیٰ ابن حزم اور دوسری کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عامل حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کے نام فرمان ارسال کیا تھا کہ مرساء المسلمین یزکین عن حلیہوت (مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنے زیورات کی زکوٰۃ ادا کریں)۔

اس میں سونے چاندی کی تخصیص نہیں، بلکہ مطلقاً زیورات پر زکوٰۃ کا حکم دیا گیا، جس سے ہر قسم کے زیورات کا جو ان عورتوں کے حق میں آپس سے آپ ثابت ہو گیا۔ اگر خواتین کے لیے سنہری زیور حرام ہوتا تو خلیفہ راشد زیورات پر زکوٰۃ کی وصولی کا عام حکم کیسے دیتے؟ جن احادیث میں سنہری زیور کا عورتوں کے لیے ممنوع ہونا مذکور ہے، ان کے بارے میں حافظ ابن قیم کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی یہ فرمایا ہے کہ یہ ابتدائی حکم تھا جو بعد میں تبدیل ہو گیا۔ قاضی ابن العربی بھی سنن ترمذی کی شرح ”تحفۃ الاحوذی“ میں لکھتے ہیں۔ یكون ذلك وقتاً لنهي المباری له ابتداء عنه واستقرار النهی عن خاتم الذهب للرجال و جاز للنساء لأن الذهب والمحریر حلال استعماله لهن۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نہی ابتدائی دور میں تھی۔ پھر سونے کی مردوں کے لیے ممانعت تو برقرار رہی، مگر عورتوں کے لیے اسے جائز کر دیا گیا۔ ریشم اور سونا پہننا ان کے لیے حلال ہے)۔

اس لیے یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ سونا پہلے عورتوں کے لیے حلال تھا، پھر حرام کر دیا گیا۔ بلکہ صحیح تر قول یہ ہے کہ پہلے ممانعت کا حکم اگر عام تھا تو پھر عورتوں کے لیے حکم میں تخصیص ہو گئی اور سنہری زیورات ان کے لیے جائز ہو گیا۔

روزنامہ ”نیشن“ لاہور کے شمارہ ۴ نومبر ۱۹۹۰ء میں محمد شعیب عادل نام کے کسی صاحب نے اسی موضوع پر ”سونے کے زیورات اور ان پر زکوٰۃ“ پر

دو مراسلے چھپوائے ہیں جن میں رفیع اللہ صاحب کی طرح عورتوں کے لیے طلائی زیورات ممنوع ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے بیشتر مزعومات کا جواب تو اوپر کی بحث میں آگیا ہے، تاہم ان کی ناروا جسارت کا ایک نمونہ یہاں پیش کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

”نیشن“ مورخہ ۱۴ نومبر میں وہ لکھتے ہیں کہ امام ابن حزم نے مندرجہ ذیل اصحاب کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ سونے کے زیورات سے متعلق زکوٰۃ کے وجوب کی تمام احادیث ضعیف ہیں اور ان زیورات پر کوئی زکوٰۃ نہیں، اور محمد شعیب صاحب نے ان حضرات کے یہ نام گنوائے ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ، شعیب صاحب نے حضرت اسماء کو انگریزی میں ISMA لکھا ہے جو ان کی بہالت کا تین ثبوت ہے۔ حضرت عائشہؓ، امام شعبیؒ، انہیں مراسلہ نکار نے (SHUBA) لکھا ہے، ربیع بن عبد الرحمن، ابو جعفر محمد بن علی، حضرت طاؤس، حضرت حسن اور حضرت سعید بن مسیبؒ مراسلے میں MKSSAIB لکھا گیا ہے۔

اولین سوال جو عادل صاحب سے دریافت طلب ہے وہ یہ ہے کہ بالفرض ان اصحاب کے نزدیک سونے کے زیورات سے متعلق احادیث جن میں ایسے زیورات پر زکوٰۃ کا ذکر ہے، اگر وہ ضعیف ہوں تو اس سے عورتوں کے لیے سونے کے زیورات کی حرمت کیسے ثابت ہوگی۔ عورتوں کے لیے طلائی زیورات کے استعمال کا جواز و عدم جواز اور ان زیورات پر زکوٰۃ کا وجوب و عدم وجوب دو مختلف امور ہیں جن کا ایک دوسرے کے ساتھ براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ مراسلہ نکار نے ابن حزم کا ذکر کیا ہے مگر ان کی کسی کتاب کا نام نہیں دیا۔ یہ کتاب محلی ہی ہو سکتی ہے۔ محلی کی تیسری جلد ص ۵۰ پر حکم زکوٰۃ المحلی پر مستقل بحث موجود ہے جو ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے:

۶۸۴ - مسألة: والذکوٰۃ واجبة فی حلی الفضة والذهب سواء کان

حلی امراۃ و حلی رجل -

اچاندی اور سونے کے زیورات پر نہ کوۃ واجب ہے خواہ وہ زیورات عورت کے ہوں یا مرد کے۔

بعد ازاں ابن حزم نے حضرت عمرؓ کے خط کا ذکر کیا ہے، جس میں حضرت ابو موسیٰ کو لکھا گیا تھا کہ مسلمان عورتوں کو زیورات کی نہ کوۃ دینے کا حکم دیں۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ سب کا مسلک بیان کیا گیا ہے کہ وہ زیورات کی نہ کوۃ کے قائل و عامل تھے۔ اس کے بعد آخر میں ابن حزم نے ان اصحاب کا ذکر کیا ہے، مراسلہ نگار نے جن کے نام گنوائے ہیں کہ ان کے نزدیک نہ کوۃ نہیں۔ پھر ابن حزم نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ ان میں سے بعض حضرات نے زیورات پر نہ کوۃ نہ ہونے کی دلیل یہ دی ہے کہ عورتوں کے لیے چونکہ زیورات کا استعمال جائز ہے، اس لیے ان پر نہ کوۃ بھی واجب نہیں۔ ابن حزم کہتے ہیں کہ دینار و درہم اور سونا چاندی سکتے یا ڈلے کی صورت میں مردوں عورتوں کے لیے اپنی ملک میں رکھنا جائز ہے تو کیا کسی صورت میں بھی ان پر نہ کوۃ نہیں ہوگی؟ ابن حزم نے درحقیقت اس بات پر زور دیا ہے کہ سونے چاندی پر نہ کوۃ نص صریح سے واجب ہے، اس لیے اس کے بالمقابل بعض کمزور احادیث کے بل پر یہ استنباط صحیح نہیں کہ سونے یا چاندی کے زیورات نہ کوۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

یہ طرز استدلال بھی بے محل اور بے وزن ہے کہ امیر عورتیں سونے کا زیور پہن کر غریب عورتوں کے لیے ترغیب کا باعث بنتی ہیں۔ زیور خواہ سونے کا ہو یا چاندی کا ہو، خواتین کے لیے واجب و لازم یا مستحب بھی نہیں، فقط عورتوں کے لیے جائز و مباح ہے، بیشتر حالات میں اگر غرباء کے پاس زیور ہو تو وہ ایک محفوظ سرمایہ ہوتا ہے جسے بوقت ضرورت بیچ کر ناگزیر ضرورت پر صرف کیا جاسکتا ہے۔ پھر اللہ و رسولؐ نے حلال و حرام کے کلی اختیارات اپنے پاس رکھے ہیں۔ اس کے لیے نصوص و اصول بیان فرما دیئے ہیں۔ ان سے تجاوز کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ (ملک غلام علی)